محمد آصف: قومی چیمپیئن سے عالمی چیمپیئن

تحریر: سہیل احمد لون

وطن عزیز میں حالات ہی ایسے ہیں کہ میڈیا والوں کو ایسی خبر ڈھونڈنے کے لیے، جس سے عوام میں خوشی کی لہر دوڑ سکے اتنی ہی محنت کرنی پڑتی ہے جتنی ایک عام ایماندار آدمی کو قلیل آمدنی میں اپنی ایمانداری برقرار رکھنے کیلئے کرنا پڑتی ہے۔ یقین اور بے یقینی کے درمیان بسر ہوتی اس زندگی میں اگر یقین کامل کا ایک لمحہ بھی میسر آجائے تو رحمتِ خداوندی سے کسی صورت کم نہیں ہوتا۔ ایسی رحمت جس سے مدتوں تک وطن عزیز کے مرجھائے کنول کھلے رہتے ہیں۔ ہم دیکھیں تو اپنے سماج میں خوشی اور مبارک باد کے معنی ہی بدلتے جا رہے ہیں۔ محرم الحرام کی چھٹیوں میں اس بات پر خوشی منائی جا رہی تھی کہ کوئی ناخوش گوار واقع رونما نہیں ہوا، حالانکہ چاروں صوبوں میں دہشت گردی کے واقعات ہوئے مگر خوشی اس بات کی منائی گئی کہ ہلاکتوں کی تعداد کم از کم رہی، املاک کا نقصان امید سے کم ہوا۔ موبائل سروس دوبارہ کھلنے کی خوشی، موٹر سائیکل پر ڈبل سواری پر عائد پابندی ہٹائے جانے پر اظہار تشکر، بجلی کا حال اس آوارہ اور منہ زور بچے کی طرح ہے جو بغیر بتائے جب چاہے گھر سے نکل جائے اور اپنی مرضی سے جب چاہے ظہور پزیر ہو پھر بھی اس مہنگی چیز کا دیدار ہونے پر اظہار مسرت کیا جاتا ہے۔ سی این جی مالکان عدالت کے مقرر کردہ گیس کے نرخ سے مطمئن نہیں لہٰذا سی این جی سٹیشن اکثر بند ہی رہتے ہیں اگر کہیں کوئی سی این جی سٹیشن کھول لے تو یہ خبر برائی کی طرح پھیل جاتی ہے۔ گھنٹوں لمبی قطاروں میں گھٹنوں کے بل رینگ کر گاڑیوں میں گیس ڈلوا کر ایسی راحت محسوس ہوتی ہے جس سے گیس کے حصول میں پیش آنے والی ذلالت اور تھکان دور ہو جاتی ہے۔ وطن عزیز کا معاشی پہیہ گھمانے کا سہرا بیرون ملک پاکستانیوں کے سر ہے مگر تین ماہ سے بیرون ملک ٹیلیفون کالز پر ظالمانہ ٹیکس لگا کر ان سے ویسا ہی سلوک کیا گیا جیسا ''کماؤ پتر'' کے ساتھ اکثر ہوتا ہے۔ اب حکومت نے یہ ٹیکس ہٹا کر ان پر احسان کیا ہے جس پر وہ بھی خوش ہیں اور ایک دوسرے کو مبارک باد دے رہے ہیں۔ حد ہو گئی ہے عوام کے بنیادی حقوق کو بے رحمی سے سلب کر کے پھر تڑ پا تڑپا کر ان کی چھینی ہوئی خوشی دوباہ واپس کر کے احسان جتلایا جاتا ہے اور مست عوام اسی میں خوش ہو جاتی ہے۔ کرب و درد کی اس حالت میں حقیقی خوشی کیلئے قریب المرگ ہی تھے کہ محمد آصف نے عالمی سنوکر کا تاج اپنے سر سجا کر دنیا کو اپنی طرف متوجہ کر لیا۔ ''عالمی برادری'' کے سامنے پاکستان کے حوالے سے اچھی خبر کمپیوٹر پر آئے وائرس کی طرح سمجھی جاتی ہے جسے زیادہ دیر تک برداشت نہیں کیا جاتا اور اسے جلد سے جلد جان چھڑانے کی کوشش کی جاتی ہے۔ مگر اس کے برعکس کوئی منفی خبر ہو تو اسے کسی کمرشل کی طرح بار بار نشر کیا جاتا ہے۔ محمد آصف نے چھ گھنٹے سے زائد میراتھن فائنل میں جب برطانوی کھلاڑی گیری ولسن کو زیر کیا تو اسی لمحے خدا کے حضور سجدہ ریز ہو کر اپنی عظیم کامیابی کا شکر ادا کیا۔ بلغاریہ کے شہر صوفیہ میں ہونے والے اس عالمی مقابلے کے لیے محمد آصف کے پاس کوچ یا مینیجر تو در کنار بلغاریہ جانے کا کرایہ بھی نہیں تھا۔ فیصل آباد کے متوسط گھرانے سے تعلق رکھنے والے محمد آصف نے قومی چیمپیئن سے عالمی چیمپیئن کا تاریخ ساز سفر اپنی مدد آپ کے تحت کیا۔ عالمی سنوکر کا حکمران بننے کے بعد حکمران طبقے کو جوش آیا۔

وزیر اعلیٰ پنجاب نے بھی مبارک باد کے ساتھ دس لاکھ روپے کے انعام کا اعلان کیا۔ میاں برادران سے انعامی رقم لینے سے قبل محمد آصف کو یہ پوچھ لینا چاہیے کہ مستقبل میں کہیں اس رقم کا سیاسی ڈھنڈورا تو نہیں پٹوایا جائے گا؟ کیا یہ رقم سرکاری خزانے سے ہے یا میاں صاحب کی ''خون پسینے'' کی کمائی کی؟ 1987ء میں بھارت کو اس کی سرزمین پر شکست دینے پر اس وقت کے پنجاب کے وزیر اعلیٰ میاں نواز شریف نے انعام میں ٹیم کے کپتان عمران خان کو پلاٹ عطا کیا تھا جس کا ڈھائی دہائیوں بعد بہت چرچا کیا گیا۔ محمد یوسف نے 1994ء میں جب پہلی بار پاکستان کو سنوکر کا عالمی حکمران بنایا تو اس وقت کرکٹ، ہاکی، سکواش میں بھی پاکستان کی اجارہ داری تھی۔ وطن عزیز کے ناگفتہ بہ حالات کے باوجود پاکستانی اپنا ٹیلنٹ کہیں نہ کہیں دکھا ہی دیتے ہیں۔ کرکٹ میں ٹی 20 اور ورلڈ کپ کے بین الاقوامی مقابلوں میں سیمی فائنل تک با آسانی رسائی حاصل کی۔ کرکٹ کے علاوہ کسی کھیل میں حکومتی سرپرستی اور مالی تعاون کا فقدان ہے۔ قومی کھیل ہاکی جس کی وجہ سے کبھی نوزائیدہ پاکستان کی دنیا میں پہچان ہوئی، سکواش میں روشن خان، جہانگیر خان اور جان شیر خان نے عالمی ریکارڈز بنا کر پاکستان کا نام روشن کیا۔ مگر کرکٹ کے علاوہ دیگر کھیلوں پر حکومتی سطح پر کوئی خاص توجہ نہیں دی گئی جس کی وجہ سے ہاکی، سکواش، ریسلنگ پر زوال آ گیا۔ محمد آصف کی طرح پہلے بھی کئی کھلاڑی اپنی انفرادی کارکردگی سے دنیا میں پاکستان کا نام روشن کر چکے ہیں۔ حسین شاہ بھی محمد آصف کی طرح متوسط گھرانے کا نوجوان تھا جس نے 1988ء کے سیول اولمپکس میں باکسنگ میں کانسی کا تمغہ حاصل کیا۔ کراچی کے لیاری سے تعلق رکھنے والے محمد حسین شاہ کو حکومتی سطح پر کوئی توجہ نہ ملی۔ حسین شاہ اپنی پیشہ وارانہ صلاحیتوں کا جوہر دکھانے اور روزی کمانے جاپان چلا گیا جہاں وہ انسٹرکٹر کے طور پر کام کر رہا ہے۔ پاکستان کے مایہ ناز باکسر ابرار حسین کو گزشتہ دنوں بلوچستان کے علاقے میں بس سے اتار کر گولیوں سے چھلنی کر دیا گیا۔ ٹینس سٹار اعصام الحق بھی یو ایس اوپن کے فائنل تک رسائی حاصل کر کے دنیا کو حیرت میں ڈال چکے ہیں کیونکہ وطن عزیز میں ٹینس کھیلنے کا رجحان ہے نہ ہی کوئی حکومتی سرپرستی۔ مگر اس کے باوجود اعصام الحق راجر فیڈرر کو ہرا چکا ہے۔ کہتے ہیں جس جہاں پارک آباد ہو جائیں وہاں ہسپتال ویران ہو جاتے ہیں۔ میرا تعلق شمالی لاہور سے ہے مجھے یاد ہے ہم بچپن میں کرکٹ کھیلنے کے لیے کمپری ہینسو ہائی سکول، انجینئرنگ یونیورسٹی، چائینہ سکیم، منٹو پارک، ہاتھی گراؤنڈ وغیرہ میں میچز کھیلتے تھے۔ اس کے علاوہ محلے میں پلاٹ بھی ہوتے تھے اور گلیاں بھی کشادہ ...... مگر اب مکان اونچے گلیاں تنگ' جس میں جگہ جگہ گاڑیاں کھڑی ہیں، پلاٹس کا نام و نشان مٹ گیا، سکول اور یونیورسٹی میں غیر افراد کا داخلہ ممنوع ہو گیا ہے، منٹو پارک، چائینہ سکیم اور ہاتھی گراؤنڈ میں بھی کھیلنے پر پابندی ہے ایسے میں آج کے بچے کے لیے کمپیوٹر گیمز، ایس ایم ایس اور تھرے بازی کے علاوہ کچھ اور کھیلنا خواب ہی لگتا ہے۔ جب پارک اور کھیلوں کے میدان ویران بلکہ ختم کر دیے جائیں تو ہسپتال ہی آباد نہیں ہونگے بلکہ معاشرے میں صحت مند سرگرمیوں کے فقدان کی وجہ سے نوجوان نسل بے راہ روی کا شکار بھی ہو جائے گی۔ ایسی زبوں حالی میں محمد آصف کا سنوکر کا عالمی حکمران بننا معجزے سے کم نہیں۔ مغربی میڈیا خصوصاً برطانوی میڈیا نے کرکٹر محمد آصف کی سپاٹ فکسنگ کو بڑی شہ سرخیوں سے شائع کیا، ٹی وی پر کافی دیر بریکنگ نیوز بنی رہی مگر جب کیوسٹ محمد آصف نے برطانیہ کے گیری ولسن کو فائنل میں شکست دی تو میڈیا کا جوش و جذبہ ویسا نہ تھا۔ سیاست بھی ایک کھیل ہی ہے مگر عام کھیل اور سیاست میں فرق یہ ہے کہ سیاسی کھلاڑی جیل جانے کے بعد اپنی شہرت، مرتبے اور مقام کے بام عروج کو پہنچتا ہے جبکہ عام کھلاڑی جیل چلا

جائے تو اس کے عروج کا ستارہ ہمیشہ کے لیے مدھم ہو جاتا ہے۔ کرکٹر محمد آصف اور صدر آصف زرداری اس کی زندہ مثالیں ہیں۔ کھیل اور تفریحی سرگرمیاں کسی بھی صحت مند معاشرے کا اہم ترین جزو ہوتی ہیں۔ حکومت کا یہ فرض ہوتا ہے کہ اپنے شہریوں کو کھیل اور تفریحی سرگرمیوں میں بھرپور حصہ لینے کے وافر مواقع فراہم کرے۔ دنیا کی زرخیز ترین مٹی والا پاکستان ٹیلنٹ میں بھی بہت زرخیز ہے، تھوڑی سی حکومتی توجہ اور سرپرستی سے محمد آصف جیسے نوجوان سامنے آسکتے ہیں۔ اگر اس ٹیلنٹ اور زرخیز دماغ کو صحیح سمت میں استعمال نہ کیا گیا تو یہی زرخیزی برے کاموں میں بھی استعمال ہو سکتی ہے۔ محمد آصف پاکستان کا ناز ہے لیکن اس فرزندِ پاکستان کو صرف دس لاکھ دے کر فارغ کر دیا گیا ہے۔ کیا یہ بہتر نہیں کہ محمد آصف اور محمد یوسف کے نام سے کوئی سنوکر ادارہ بنا دیا جائے جہاں مستقبل کے عالمی چیمپین پیدا کیے جا سکیں لیکن شاید ہم مردہ پرست ہیں لوگوں کو زندگی میں عزت دینے کے بارے میں سوچتے بھی نہیں، پیاری بیٹی ارفع کریم کی موت کے بعد لاہور میں بننے والا دیوہیکل آئی ٹی ٹاور اسکی زندہ مثال ہے۔ کاش! یہ ٹاور اُس کی زندگی میں بن جاتا تو کیا اچھا ہوتا۔ لیکن ان سب باتوں کے باوجود محمد آصف اور پاکستانی قوم دل کی اتھاہ گہرائیوں سے ڈھیروں مبارک باد کہ تم اس سے زیادہ کر گزرنے کا ہنر جانتے ہو صرف مواقعوں کی کمی ہے۔

تحریر: سہیل احمد لون

سربٹن۔ سرے

sohailloun@gmail.com

05-12-2012.